ڈاکٹر بی بی امینہ
لیکچرر
شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

''اردو نامہ'' کراچی اور ''اردو لغت (تاریخی اصول پر)''

ABSTRACT

Urdu Nama* Karachi and *Urdu Lughat (Tareekhi Usool Par)

By D r .Bibi Ameena, Lecturer, Dept of Urdu, International Islamic University Islam abad.

Urdu Dictionary Board, also known as Urdu Development Board, was established in 1958 to compile the first voluminous dictionary of Urdu Language and Literature on historical principles. The board is also famous for the first linguistic journal of the subcontinent named *Urdu Nama*, which was basically issued to publish the contents of *Urdu Lughat (Tareekhi Usool Per)* to get the opinion of language experts and linguists. There is a long list of scholars, linguists and philologists who took interest in the work and made changes to the contents of *Urdu Lughat*. So, this write up discusses the reviews, changes and suggestions of the experts and emphasizes that Urdu Dictionary Board should revise the dictionary in the light of these suggestions.

''اردو نامہ'' (۱۹۶۰ء تا حال) اردو لغت بورڈ، کراچی کا ایک سہ ماہی مجلہ ہے، جسے وقتِ اشاعت نہ صرف اردو صحافت کی تاریخ میں زبان و مسائلِ زبان سے تعلق رکھنے والا واحد جریدہ قرار دیا گیا[۱] بلکہ برصغیر پاک و ہند میں، بالخصوص لسانیات سے علاقہ رکھنے کے سبب، اپنی نوعیت کا واحد علمی مجلہ بھی کہا گیا۔[۲] چوں کہ اردو لغت بورڈ ایک علمی اور تحقیقی ادارہ تھا ،اس لیے اس کی کئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بورڈ کے قیام کے کچھ ہی عرصے بعد یعنی اگست ۱۹۶۰ء میں جناب شان الحق حقی کی زیر ادارت اس مجلّے کا اجرا کیا گیا،جس کی تجویز بھی انھوں نے ہی پیش کی تھی کہ ادارے کا اپنا ایک جریدہ ہونا چاہیے۔اس جریدے میں بورڈ کی کاروائیوں کے ساتھ ساتھ ابتدائیے،اداریے،علمی و تحقیقی مضامین،نوادرات ادب،سوانح قیصری بیگم،جشن پاکستان سے متعلقہ مضامین اور رپورٹیں، انجمن ادبی رسائل پاکستان کی قراردادیں،قراردادِتعزیت،ابوالفضل صدیقی کا طویل افسانہ،رباعیات، قطعات،غزلیات، اردو لغت بورڈ کی مطبوعات سے متعلقہ معلومات،کتب اور شماروں میں شائع ہونے والے مضامین پر تبصرے اور مراسلات شائع ہوئے نیز ''شعبۂ لغت'' کے تحت اردو لغت (تاریخی اصول پر) کے اندراجات اور ان کی تفاصیل [الف مقصورہ تا اِستیلا] ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۷ء مسلسل شائع ہوتی رہیں۔یوں ۱۹۷۷ء تک اس کے

چوّن (۵۴) شمارے طبع ہوئے لیکن اس کے بعد وسائل کی کمی کے پیشِ نظر اسے بند کرنا پڑا اور اگلے چالیس سال یعنی ۱۹۷۷ء تا ۲۰۱۷ء تک اس کا کوئی اور شمارہ منظرِ عام پر نہیں آسکا۔ تاہم موجودہ مدیرِ اعلیٰ جناب عقیل عباس جعفری اور ان کے عملے کی مستعدی سے شان الحق حقی کی پیدائش کے صد سالہ جشن کے موقع پر ۲۰۱۷ء میں پچپنواں (۵۵) اور بعد ازاں چھپنواں (۵٦) شمارہ شائع کر کے اس مجلّے کے اجرا کو دوبارہ ممکن بنایا گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ مجلہ بورڈ کی ضروریات کے پیشِ نظر جاری ہوا اور اس میں سب سے اہم ضرورت یہ تھی کہ اردو لغات کی روایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اردو لغت کی پہلی جلد کی اشاعت سے بھی پہلے اس کے مشمولات کو اہلِ علم و فضل کے مطالعے کے لیے اس مجلّے میں شائع کیا جائے تاکہ اس سلسلے میں بہترین تجاویز موصول ہونے کی صورت میں لغت کے معیار کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔ چناں چہ لغت کے مشمولات ۱۹۷۷ء تک کے شماروں میں پینتالیس (۴۵) اقساط میں شائع ہوتے رہے اور ماہرینِ لغت اور لسان اس پر اپنی آرا پیش کرنے کے ساتھ لسانی مسائل سے بحث بھی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ''شعبۂ لغت'' ہی کے تحت ''اجزائے لغت پر تبصرہ'' کے عنوان سے ایک سلسلہ بھی متعارف ہوا، جس میں وارث سرہندی، محمد احسن خاں اور شریف الحسن کے تبصرے شائع ہوئے اور ان میں موجود اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے شان الحق حقی اور خلیق نقوی نے ان تبصروں پر اپنے حواشی بھی تحریر کیے۔ اس کے علاوہ ''مراسلات'' کے تحت بھی ماہر القادری، عبد الماجد دریابادی، ممتاز احمد عباسی، سید قدرت نقوی، صفدر آہ، میکش اکبر آبادی، محمد سلیم الرحمٰن، سید انوار الحق جیلانی، سید شبیر علی کاظمی ایسے ماہرین نے بھی لغت کے اندراجات پر اپنی آرا پیش کیں اور بورڈ کے مرتبین ان کا خیر مقدم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اٹھائے جانے والے سوالات کے جوابات بھی فراہم کرتے رہے۔ نتیجتاً ''اردو لغت (تاریخی اصول پر)'' کے لیے نہ صرف اندراجات، ترتیب اندراجات، املا، تلفظ، قواعدی حیثیت، تذکیر و تانیث، معنوی وضاحت، اسناد و امثلہ اور لسانی ماخذ و اشتقاق سے متعلق اہم اور نئی معلومات فراہم ہوئیں، جن کی روشنی میں اردو لغت میں گراں قدر اضافے کیے گئے بلکہ ماہرین کے تبصروں اور مباحث میں اردو لغت کے اصول و ضوابط اور اس کے مشمولات پر تنقید و تعریض کے کچھ پہلو بھی سامنے آئے ، جن کا تذکرہ اور اس ضمن میں بورڈ کے مدونین کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات کا اجمالی جائزہ پیش کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہاں کسی تبصرے یا 'مراسلات' میں موجود ایک ہی نوعیت کے ایسے اعتراضات کو، جو ایک سے زیادہ معترضین کے ہاں موجود تھے، ہر ناقد کے حوالے سے بار بار درج نہیں کیا گیا بلکہ بے جا طوالت اور تکرار سے بچنے کے لیے عموماً ان کا تذکرہ صرف ایک ہی بار کیا گیا ہے کیوں کہ اس مقالے کا اصل مقصد ''اردو نامہ'' میں شائع ہونے والے تمام اعتراضات کی جمع آوری نہیں بلکہ ان نوعیت کا اندازہ لگانا ہے۔ اس کے لیے کئی مقامات پر ہر نوع سے ایک اعتراض بھی کافی سمجھا گیا ہے، جس کی تفصیل نکات کی صورت میں درج ذیل ہے:

۱۔ عبد الماجد دریابادی نے لغت کے مسودے میں نامانوس الفاظ کی موجودگی پر اعتراض کیا تھا ، جن میں

'اجنوں'،'اجوبن'،'اجوت(۱)'،'اجھنوں'،'اجھوں' اور'اُچ' شامل ہیں۔ان کے مطابق ان الفاظ کا اندراج اگرضروری ہے تو ان سب کے آگے'متروک' کا اضافہ کردینا چاہیے۔جیسا کہ'اجوں' کے سامنے لکھا گیا ہے،(۳)لیکن اسے اس بنا پر ردکردیا گیا کہ اگر کسی لفظ کی صرف قدیم ترین سند دی گئی ہوتو ایسی صورت میں'متروک' لکھ دینا زائد ہوتا ہے۔اگرلکھ دیا جائے تو پھر ایک اور سوال سراٹھاتا ہے کہ کب سے متروک ہے؟ اس نوعیت کی صراحت ایسی لغت کے لیے بھی قابل قبول نہیں،جو زبان وادب کے تمام ادوار کے لیے مرتب کی جائے۔علاوہ ازیں چوں کہ کوئی بھی لفظ ایک دم متروک نہیں ہوتا بلکہ اسے کافی عرصے تک لوگ استعمال کرتے رہتے ہیں اس لیے کسی بھی لفظ کے بارے میں یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا۔(۴) چناں چہ اب اردولغت میں مذکورہ الفاظ سمیت کسی بھی لفظ کے سامنے'متروک' کا لفظ دکھائی نہیں دیتا۔

۲۔ بہ حوالہ اندراجات سید شبیرعلی کاظمی نے ان سنسکرت اور پراکرت الفاظ و اصطلاحات کی بھی تجویز پیش کی تھی ،جو اردو کتب میں اردو رسم الخط میں موجود ہیں۔(۵) شان الحق حقی نے بہ حیثیت مدیر ان کی تجویز کی تائید کی اور واضح کیا کہ اندراجات کے سلسلے میں اردو مصنّفین کے پیرو ہونے کی وجہ سے اردولغت پابند ہے کہ وہ ایسی اصطلاحات کو شامل کرے۔ ایک تاریخی لغت کا دامن وسیع ہوتا ہے اور اردولغت تاریخی ہی ہے اس لیے اس میں سند مہیا ہونے پر ایسے الفاظ شامل کیے جائیں گے۔(۶) تاہم اب بھی بہت سے سنسکرت اور پراکرت الفاظ ایسے ہیں جن کے استعمال کی کوئی سند نہیں ملی،لیکن وہ شامل لغت ہیں۔

۳۔'اپنا ٹینٹ نہ سہارے اور کی پھلّی دیکھے' کے اندراج پر وارث سرہندی کا کہنا تھا کہ اندراج ہی میں قوسین () میں'ٹینٹ' اور'پھلّی' کے معنی درج ہونے چاہییں۔(۷)لیکن یہ اعتراض بے بنیاد ہے کیوں کہ اندراج میں الفاظ کے معنی درج کرنے کا اصول لغت نے اختیار نہیں کیا۔اندراج میں قوسین میں متبادلات درج کیے جاتے ہیں معنی نہیں۔مزید برآں'ٹینٹ' اور'پھلی' کی تشریح'ٹ' اور'پ' کی تقطیع میں موجود ہونی چاہیے۔(۸)

۴۔'اپنی کملی میں مست ہونا' اردو زبان میں'اپنی کملی میں مگن ہونا' کی صورت میں بھی مستعمل ہے،جس کی دلیل کے طور پر وارث سرہندی نے درج ذیل سند بھی مہیا کی:

جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعت سلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا(۹)

لیکن اندراج اور سند کا خیر مقدم کرنے کے بعد بھی اردولغت میں اس کا اندراج موجود نہیں۔

۵۔وارث سرہندی کے مطابق نغمۂ راز کے شعر:

ورنہ اس رنج میں مر جاؤں گی
اپنے جی سے میں گزر جاؤں گی

کا تعلق 'اپنے جی سے' کے اندراج سے نہیں بلکہ 'اپنے جی سے گزر جانا' سے ہے، جس کی بابت شان الحق حقی نے فرمایا کہ 'اپنے جی سے گزر جانا' کوئی محاورہ نہیں البتہ 'جی سے گزر جانا' درست ہے،(۱۰) لیکن اس کے باوجود لغت میں یہ شعر 'اپنے جی سے گزرنا' کے تحت ہی درج ہے۔

۶۔ 'احاطہ' کے اندراج میں ماہر القادری معترض تھے کہ اس میں 'حاطہ' (احاطہ کا عوامی تلفظ) اور 'گھیر' کا بھی اندراج ہونا چاہیے، لیکن اس کے جواب میں شان الحق حقی کا کہنا ہے کہ 'حاطہ'، 'احاطہ' کے سامنے ہی درج کر دیا گیا ہے، جب کہ 'گھیر' کا اندراج 'گھ' کے ذیل میں ہوگا۔(۱۱)

۷۔ لغت میں طب کی اصطلاح 'اذراقی'(۱۲) اور نفسیات کی اصطلاح 'اذیت پسند/ پسندی'(۱۳) کی عدم موجودگی کے سبب ان کے اندراج کی سفارش کی گئی تھی، جس کے متعلق بورڈ کے مرتبین نے یقین دہانی بھی کروائی کہ نظر ثانی کے بعد اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے، لیکن یہ اندراجات بورڈ کی لغت میں اب بھی درج نہیں۔

۸۔ محمد سلیم الرحمٰن نے 'اِجوکیشن' کی سند نہ ہونے کی بنا پر اس کے اندراج اور ہجوں پر اعتراض کیا تھا،(۱۴) لیکن لغت کی اشاعت کے وقت اسے نظر انداز کر دیا گیا۔ ہنوز یہ لفظ جلد اول میں موجود ہے اور اس کے معنی کے لیے 'ایجوکیشن' کی طرف رجوع کروایا گیا ہے، جو ہجوں اور تلفظ کے اعتبار سے درست ہے۔ حالاں کہ یہ اعتراض بالکل بجا تھا کیوں کہ اگر 'اِجوکیشن' اسی شکل اور تلفظ کے ساتھ اردو ادب میں مستعمل ہے تو اس کی سند بھی موجود ہونی چاہیے۔

۹۔ 'ارزال' کو سہو کتابت کی بنا پر غلط قرار دے کر لغت سے خارج کرنے کا حکم دیا گیا تھا،(۱۵) لیکن یہ اندراج بھی موجود ہے۔ تاہم 'ارچی' بمعنی 'آگ' کو عدم درستی کی بنا پر قلم زد کر دیا گیا ہے۔(۱۶)

۱۰۔ املا کو بنیاد بناتے ہوئے 'ارہر' کی سند پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس میں 'ارہریں' لکھا گیا ہے، جب کہ اردو میں 'مونگ'، 'ارد'، 'ارہر' اور 'مسور' کی جمع نہیں آتی۔ چوں کہ مصنف نے غلط لکھا ہے اس لیے یہ سند دینی ہی نہیں چاہیے۔ اسی طرح کا ایک اور اعتراض لفظ 'اڈریسیں' پر بھی ہے کہ سرسید نے اسے غلط لکھا ہے نیز اسے بہ طور مؤنث استعمال کرنا بھی درست نہیں۔ تاہم ان کے جواب میں فرمایا گیا کہ لغت میں صحیح یا غلط کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ جو لفظ کسی بھی زمانے میں جس شکل میں بھی اساتذہ کے ہاں مستعمل رہا ہے، وہ ویسا ہی تحریر کیا جاتا ہے۔ اس میں لغت نویس کی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کی جاتی۔(۱۷)

۱۱۔ 'ارزاں بعلت' پر اتفاق کیا گیا کہ یہ درست نہیں اسے 'ارزاں بہ علت' لکھنا بہتر ہے،(۱۸) لیکن اس کے باوجود املا میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

۱۲۔ تلفظ کے ضمن میں ممتاز احمد عباسی نے Mosqui'to، Aban'don اور Jan'uary جیسے الفاظ میں اجزائی بل یعنی Syllabic Stress کو بنیاد بناتے ہوئے اعتراض کیا ہے کہ اردو لغت بورڈ نے اپنی لغت میں اجزائی بل (Syllabic Stress) کی اہمیت کے باوجود کسی بھی اندراج کا اصولی لہجہ نہیں بتایا نیز شان الحق حقی نے اپنے تبصرے میں یہ

اعلان بھی کر دیا ہے کہ اردو زبان اتنی بے ہنگم ہے کہ اس میں کسی ایسے اصولی لہجۂ تلفظ کا کوئی وجود نہیں، جس کی پابندی عملاً بھی ممکن اور مستحسن ہو[۱۹] لیکن خود شان الحق حقی نے اس اعتراض کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی بات کی مثال میں کوئی بھی مثال پیش کی جا سکتی ہے اور انگریزی زبان میں ترفع یعنی رفع صوت کے بدلنے کی جو مثالیں ممتاز احمد عباسی نے پیش کی ہیں ان کا انگریزی میں کوئی جواز نہیں البتہ غیر زبان دان سے اس غلطی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں انھوں نے مثالوں کے ذریعے بھی واضح کیا کہ اردو الفاظ میں اجزائی بل یا زور (stress) مفہوم اور طرز کلام کے لحاظ سے بدل سکتا ہے، لیکن انگریزی میں ایسا نہیں ہے۔[۲۰] چناں چہ موصوف کا یہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔

۱۳۔ عابد احمد علی نے اپنے مراسلے میں رموز اوقاف کو جدید بنانے کی تجویز پیش کرتے ہوئے لکیر یا ڈیش کے بجائے 'نقطہ' یا 'علامت وقفہ' کے استعمال پر زور دیا تھا۔[۲۱] چناں چہ اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے اردو لغت کی جلدوں میں وقفے کی علامت کے استعمال کو فروغ دیا گیا ہے۔

۱۴۔ اگر چہ صفدر آہ نے لفظ 'لغت' کو مؤنث بولنے کی بابت شان الحق حقی پر اعتراض کیا تھا کہ اس کو مذکر ہی بولنا اور لکھنا چاہیے،[۲۲] لیکن خود شان الحق حقی نے اس کا جواب دیتے ہوئے درج ذیل امور واضح کیے:

الف۔ اردو زبان میں تذکیر و تانیث کا تعین محض سماعی اور بے قاعدہ ہے، لیکن پھر بھی لغت بالاصل مؤنث ہے۔

ب۔ اردو میں 'لغت' کے وزن پر جتنے بھی لفظ داخل ہیں، چند مستثنیات مثلاً 'جگت' وغیرہ کو چھوڑ کر باقی مؤنث بولے جاتے ہیں مثلاً 'صفت'، 'جہت'، 'نیت'، 'صحت' وغیرہ تو یہ مذکر کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ 'جگت' بھی بضم اوّل مؤنث بولا جاتا ہے۔

ج۔ اکثر فصحا لغت کو لفظ کے معنوں میں مذکر بھی بولتے ہیں، لیکن اہل لکھنؤ نے، غالباً لغت ہی کے قیاس پر، اسے لفظ کے معنی میں مؤنث بھی لکھا ہے۔

د۔ چوں کہ تذکیر و تانیث کا فیصلہ نوع یا نفس کی بنیاد پر بھی کیا جاتا ہے اور لغت ایک کتاب ہے، اس لیے بھی لغت کو مؤنث قرار دیا جانا چاہیے۔

ہ۔ مولوی احتشام الدین اور مولوی عبد الحق بھی اسے مؤنث ہی بولتے اور لکھتے رہے۔

و۔ میر امن کے ہاں بھی یہ 'لفظ' کے معنوں میں مؤنث ہے، لیکن بہ طور لفظ اب مذکر پر اتفاق ہے اور اس کی امثال بھی موجود ہیں جب کہ بہ طور کتاب امثال سے یہ لفظ مؤنث ثابت ہے۔[۲۳]

انھی دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے بعد ازاں عبد الماجد دریا بادی نے بھی اس بات کی تائید کی کہ لغت کی تذکیر و تانیث کے متعلق شان الحق حقی کی رائے متوازن ہے جس میں مزید حجت کی گنجائش نہیں۔[۲۴]

۱۵۔ محمد احسن خاں نے 'اُبھرنا' کے معنی سیر ہونا، اکتانا اور حد سے بڑھنا بتائے تھے، لیکن مرتبین کی طرف سے یہ

اس بنا پر رد کر دیے گئے کہ یہ معنی امیر اللغات اور فرہنگ آصفیہ میں نہیں ملتے۔ ماہر القادری کے مطابق نور اللغات میں سیر ہونا اور اکتانا کے معنی درج ہیں،(۲۵) لیکن اس کے باوجود اردو لغت میں انھیں درج نہیں کیا گیا۔

۱۶۔ لغت میں 'ارنا اوت' کے معنی 'سنڈا'، 'مسٹنڈا' اور 'جرائم پیشہ' درج کرنے کے بعد اس کی مثال مضامین حیرت سے یوں دی گئی تھی:

چند ارنا اوتوں کے کوڑے مارے گئے اور دو کو گولی مار دینے کا حکم دیا گیا۔(۲۶)

ماہر القادری نے دلائل سے ثابت کیا کہ مثال سے یہ معنی کسی طور واضح نہیں ہوتے مزید یہ کہ دوآبہ کے قصبوں اور دیہاتوں میں عورتیں جوان ہوکر مرنے والے کے لیے 'ارنا اوت' استعمال کرتی ہیں اس لحاظ سے اس کے معنی 'بن بیاہا (کنوارا)'، 'جوان پٹھا' کے ہونے چاہییں،(۲۷) لیکن اس قدر تفصیل کے بعد بھی لغت میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

۱۷۔ محمد احسن خاں نے اپنے تبصرے میں 'اڈیشن' کی وضاحت کو نامکمل سمجھتے ہوئے اس کی تعریف کے ساتھ بہ طور مترادفات 'چھاپ'، 'طبع' اور 'اشاعت' کے اضافے کی سفارش کی تھی، جسے قبول کرنے کے باوجود پہلی جلد کی اشاعت کے وقت نظر انداز کر دیا گیا ہے۔(۲۸)

۱۸۔ میکش اکبر آبادی نے 'اتحاد' کے معنوں پر اعتراض کیا تھا کہ اس کے معنی 'وحدت'، 'واحدیت'، 'دو یا دو سے زیادہ کامل کر ایک ہونا' تحریر کیے گئے ہیں۔ جب کہ تینوں میں واضح فرق ہے۔ تصوف میں 'احدیت'، 'وحدت' اور 'واحدیت' تنزلات ستہ کے تین درجے ہیں۔(۲۹) چناں چہ شان الحق حقی نے اس کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس کو معلوم تھا کہ ان تینوں میں فرق ہے، لیکن 'اتحاد' کے معنی نمبر ۱ کی تشریح میں یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ تصوف کی اصطلاح کے طور پر اس کا اندراج الگ شق کے تحت کیا گیا ہے۔(۳۰) تاہم اس وضاحت کے باوجود بھی لغت کی موجودہ جلد میں 'اتحاد' کے معنی سے 'وحدت' کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۱۹۔ 'اپسرا' کے معنی پر اعتراض کرتے ہوئے وارث سرہندی نے کہا کہ اس کے ایک معنی 'حور' بھی ہیں جو شامل لغت نہیں،(۳۱) لیکن شان الحق حقی کا کہنا ہے کہ اردو میں حور کے معنی 'حسینہ' کے ہیں اور یہ مندرج ہیں۔(۳۲)

۲۰۔ 'ارجمند' کے معنی میں 'بے ہمتا'، 'پسندیدہ'، 'مبارک و مسعود' اور 'بامراد اور کامیاب' جیسے مترادفات پر اعتراض کیا گیا کہ ان کا اندراج درست نہیں۔(۳۳) چناں چہ اسے درست تسلیم کرتے ہوئے ترمیم کے بعد 'بے ہمتا' اور 'مبارک و مسعود' حذف کر دیے گئے ہیں۔

۲۱۔ ایرانی مہینہ 'اردی' کی تشریح پر اعتراض ہوا تھا کہ یہ مہینہ مارچ کے بعد نہیں بلکہ اپریل کی ۲۱، ۲۰ یا ۲۲ تاریخ سے آغاز ہوتا ہے اور ۳۱ دن کا ہوتا ہے۔(۳۴) اگرچہ خلیق نقوی کے مطابق اس کی درستی بھی کر دی گئی تھی، لیکن لغت کی پہلی جلد میں اب بھی اپریل کے بجائے مارچ کا مہینہ لکھا ہے۔

۲۲۔ محمد احسن خاں کے مطابق 'اپنے ہی تک رکھنا' کے ذیل میں 'اپنے ہی دل میں رکھنا' کے معنی درج نہیں تھے، (۳۵) جس کی بابت عرض کیا گیا کہ اس اندراج میں 'ہی' اضافی ہے اور اصل اندراج 'اپنے تک رکھنا' ہے، لیکن اردو لغت میں یہ محاورہ اب بھی 'ہی' کے اضافے کے ساتھ ہی درج ہے اور اس میں محمد احسن خاں کے بتائے گئے معنی بھی درج نہیں۔

۲۳۔ سید شبیر کاظمی کے مطابق لغت کے مسودے میں درج لفظ 'اچنگ' کے معنی 'امنگ، آرزو، ولولہ' کی وضاحت درج ذیل مثال سے نہیں ہوتی:

وہ نرگس کا نقشہ سمن کی امنگ
وہ گل سرخ عارض حنا کی اچنگ (۳۶)

چناں چہ نظر ثانی کے بعد نہ صرف معنوں میں 'جوش'، 'شوخی' اور 'شرارت' کا اضافہ کر دیا گیا ہے بلکہ موجودہ لغت میں شعر بھی یوں تحریر کیا گیا ہے:

وہ البیلا بیلا جوئی رنگ رنگ
وہ گل سرخ عارض حنا کی اچنگ (۳۷)

۲۴۔ وارث سرہندی نے اردو نامہ کے شمارہ نمبر ۲۹ میں ''اجزائے لغت پر تبصرہ'' کے عنوان کے تحت کئی ایسے محاورات اور امثال کی نشان دہی کی ہے، جن کی اسناد نہیں دی گئیں۔ (۳۸) اس کے جواب میں شان الحق حقی نے فرمایا تھا کہ فی الوقت سند مہیا نہیں ہے اگر لغت کی اشاعت تک بھی نہ مل سکی، تو لغات کے حوالے درج کیے جائیں گے۔ (۳۹) چناں چہ لغت میں 'اپنا منہ دیکھتا ہے'، 'اپنا گھر ہگ بھر' اور 'اپنا سونا کھوٹا تو پرکھنے والے کا کیا دوس' کے ذیل میں امیر اللغات، مہذب اللغات اور نور اللغات کے مرتبین کی وضع کردہ امثال اردو لغت میں شامل کر لی گئی ہیں، جو درست نہیں ہے۔ اس کے بجائے خود بھی مثال وضع کی جا سکتی تھی۔

۲۵۔ 'اٹھوارا' کے ایک معنی 'آٹھ دن کا عرصہ' بتانے کے بعد باغ و بہار سے اس کی سند بھی فراہم کی گئی، (۴۰) لیکن لغت میں معنی اور سند دونوں موجود نہیں ہیں۔

۲۶۔ 'اچمن' کی اصل سے بحث کرتے ہوئے عرش ملسیانی نے لکھا تھا کہ اصل لفظ 'آچمن' ہے اور یہ ہندی نہیں بلکہ سنسکرت سے اخذ کردہ ہے نیز اس کے معنی 'پوجا کے وقت شدھی کے خیال سے چلو یا جل پان' کرنے کے بھی ہیں۔ (۴۱) اسی لفظ سے متعلق ایک اور اضافہ سید شبیر کاظمی نے بھی کیا ہے کہ یہ لفظ 'کھانے سے قبل طہارت کی خاطر چلو سے پانی پینے' کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ (۴۲) چناں چہ دونوں قسم کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف لفظ کے اشتقاق میں تبدیلی کر لی گئی ہے بلکہ دونوں اضافی معنی بھی درج کر دیے گئے ہیں۔

۲۷۔ لفظ 'اردھنگ' کے اشتقاق [اردھ=نصف+انگ=عضو] پر اعتراض کیا گیا کہ اس میں 'انگ' تن یا بدن

کے طور پر آیا ہے نیز اس کی دو متبادل اشکال 'اردھانگ' اور 'ادھنگ' ہیں،(۴۳) لیکن اسے درست ماننے کے باوجود نہ تو 'عضو' کو 'جسم' سے بدلا گیا اور نہ ہی متبادلات کا اندراج کیا گیا ہے۔

غرض درج بالا تفصیل کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو نامہ جس مقصد کے لیے جاری کیا گیا تھا، وہ پورا بھی ہوا اور اس کی وساطت سے اصول اور مشمولات لغت کے تمام پہلوؤں سے متعلق اعتراضات اور ان کی روشنی میں اصلاحات بھی سامنے آئیں، جن کی معاونت سے اردو لغت کو بہتر بنیادوں پر استوار کرنے کی سعی کی گئی، لیکن قبل از اشاعت اور بروقت نشان دہی کے باوجود اردو لغت (تاریخی اصول پر) کی موجودہ اور طبع شدہ جلد میں کئی اغلاط برقرار ہیں، جن کی کوئی توجیہ سمجھ نہیں آتی۔ تاہم ان کی اہمیت اور لغت کے معیار اور مرتبے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ناگزیر ہے کہ بورڈ کی مجلس ادارت کے اراکین اپنی آئندہ اشاعتوں کے لیے ان پر نظر ثانی کر کے ان خامیوں کو درست کریں تاکہ اردو لغت کو کسی حد تک مکمل اور اغلاط سے پاک کیا جا سکے۔

حواشی

(۱) شان الحق حقی، اشاریۂ اردو نامہ مشمولہ اشاریۂ اردو نامہ مرتبہ مصباح العثمان (کراچی، اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۷ء)، ص ۸

(۲) مصباح العثمان، تعارف مشمولہ اشاریۂ اردو نامہ، ص ۱۱

(۳) عبدالماجد، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۵ (ستمبر ۱۹۶۶ء)، ص ۱۰۶

(۴) ایضاً، ص ۱۰۷

(۵) شبیر کاظمی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۶ (جولائی ۱۹۷۳ء)، ص ۱۲۹

(۶) ایضاً، ص ۱۳۱

(۷) وارث سرہندی، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۹ (اکتوبر ۱۹۶۷)، ص ۱۳۳

(۸) ایضاً

(۹) ایضاً، ص ۱۳۶

(۱۰) ایضاً، ص ۱۳۸

(۱۱) ماہر القادری، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۹، ص ۱۴۶

(۱۲) محمد احسن خاں، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۷ (اکتوبر ۱۹۷۳ء)، ص ۱۱۱

(۱۳) ایضاً، ص ۱۰۹

(۱۴) محمد سلیم الرحمٰن، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۶، دسمبر ۱۹۶۶ء، ص ۱۰۳

(۱۵) شریف الحسن، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۸، اپریل ۱۹۷۴ء، ص ۱۳۵

(۱۶) ایضاً، ص ۱۳۱

(۱۷) ماہر القادری، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۸، ص ۱۱۵۔۱۱۷
(۱۸) شریف الحسن، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۸، ص ۱۳۳
(۱۹) ممتاز احمد عباسی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۷، ص ۹۴
(۲۰) ایضاً، ص ۹۶۔۹۷
(۲۱) عابد احمد علی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۳۸، جنوری ۱۹۷۱ء، ص ۱۴۲
(۲۲) صفدر آہ، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۶، ص ۹۴
(۲۳) ایضاً، ص ۹۹۔۱۰۱
(۲۴) عبد الماجد، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۷، مارچ ۱۹۶۷ء، ص ۹۱
(۲۵) ماہر القادری، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۷، ص ۹۲
(۲۶) ادارہ، ''اردو لغت'' (قسط نمبر ۳۸) مشمولہ اردو نامہ کراچی شمارہ ۴۶، ص ۲۵۷
(۲۷) ماہر القادری، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۷، ص ۹۴
(۲۸) محمد احسن خاں، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اشاریۂ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۷، ص ۱۰۷
(۲۹) میکش اکبر آبادی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۶، ص ۱۰۱
(۳۰) شان الحق حقی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۳۹، مئی ۱۹۷۱ء، ص ۱۱۳
(۳۱) وارث سرہندی، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۹، ص ۱۳۲
(۳۲) ایضاً
(۳۳) شریف الحسن، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۸، ص ۱۳۱
(۳۴) ایضاً، ص ۱۳۲
(۳۵) محمد احسن خاں، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۴۔۴۵، مارچ ۱۹۷۳ء، ص ۲۰۵
(۳۶) شبیر کاظمی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۷، ص ۹۲
(۳۷) اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اوّل، کراچی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء، ص ۲۲۲
(۳۸) وارث سرہندی، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۶۷ء، ص ۱۳۳۔۱۳۴
(۳۹) ایضاً، ص ۱۳
(۴۰) محمد احسن خاں، اجزاے لغت پر تبصرہ مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۵۰، مارچ ۱۹۷۵ء، ص ۴۴۸
(۴۱) عرش ملسیانی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۷، مارچ ۱۹۶۷ء، ص ۹۱
(۴۲) شبیر کاظمی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۷، ص ۹۴
(۴۳) سید انوار الحق جیلانی، مراسلات مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۶، ص ۱۳۶

مآخذ

(۱) مصباح العثمان (مرتب)، اشاریۂ اردو نامہ، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۷ء

رسائل و جرائد

(۱) اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اوّل، کراچی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء

(۲) اردو نامہ کراچی، شمارہ ۲۵، ستمبر ۱۹۶۶ء

(۳) ایضاً، شمارہ ۲۶، دسمبر ۱۹۶۶ء

(۴) ایضاً، شمارہ ۲۷، مارچ ۱۹۶۷ء

(۵) ایضاً، شمارہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۶۷ء

(۶) ایضاً، شمارہ ۳۸، جنوری ۱۹۷۱ء

(۷) ایضاً، شمارہ ۳۹، مئی ۱۹۷۱ء

(۸) ایضاً، شمارہ ۴۳، جولائی ۱۹۷۲ء

(۹) ایضاً، شمارہ ۴۴۔ ۴۵، مارچ ۱۹۷۳ء

(۱۰) ایضاً، شمارہ ۴۶، جولائی ۱۹۷۳ء

(۱۱) ایضاً، شمارہ ۴۷، اکتوبر ۱۹۷۳ء

(۱۲) ایضاً، شمارہ ۴۸، اپریل ۱۹۷۴ء

(۱۳) ایضاً، شمارہ ۵۰، مارچ ۱۹۷۵ء